ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

صباحت مشتاق
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

نوم چومسکی کا لسانی نظریہ

Sabahat Mushtaq
PhD Scholar, Department of Urdu, National University of Modern Languages, Islamabad.

The Linguistic Philosophy of Noam Chomsky

Noam Chomsky, one of the most famous linguists of the twentieth century, based his linguistic works on certain philosophical doctrines. His main contribution to linguistics is transformational Generative Grammar, which is founded on mentalist philosophy. He explains the acquisition of language. He claims that it becomes possible for human child to learn a language for the linguistic faculty with which the child is born, and that the use of language for an adult is mostly a mental exercise. His ideas brought about a revolution in linguistics, dubbed as Chomskyan Revolution.

Key Words: *Transformational generative grammar, universal grammar, Chomskyan hierarchy, Cognitive Psychology.*

ا۔ احوال و آثار

نوم چومکی، ڈاکٹر ولیم چومسکی اور اینسی سیمونکی کے گھر ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوا۔ اس کے والد روس سے ہجرت کر کے امریکہ آن بسے تھے۔ وہ خود عبرانی زبان کے جید عالم تھے۔ انھوں نے کئی کتابیں بھی تحریر کی تھیں۔ نوم نے ۱۹۴۵ء میں پنسی سلونیا کی یونیورسٹی میں داخلہ لیا جہاں پر اس کی ملاقات زیگت یرس سے ہوئی جو ایک مایہ ناز ماہر لسانیات ہونے کے ساتھ ساتھ امریکہ میں شعبہ لسانیات کے بانیوں میں سے تھا۔ ۱۹۴۷ء میں چومسکی نے اس یونیورسٹی سے لسانیات کے مضمون میں گریجوایٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۵۱ء کے عرصے میں وہ اسی جامعہ میں جونیر لیکچرر کے طور پر کام کرتا رہا اور اسی دوران اس نے اپنا پی۔ ایچ ۔ڈی کا مقالہ مکمل کیا جس کا نام "Transformational Analysis" تھا جو ۱۹۵۷ء میں لسانیات کے بنیادی نظریات کی حیثیت سے سامنے آیا۔ ۱۹۶۱ء میں وہ اسی شعبے میں پروفیسر تعینات ہوا۔ چومسکی نے سائنس کے بنیادی طریقہ کار میں ایک تبدیلی لائی جس

میں بیسویں صدی کی Stracturalism, behaviourism اور Positivism کے رجحانات شامل ہیں۔ اس کا بنیادی نقطہ نظر روایتی لسانیات میں ایک تبدیلی لانے کا رجحان تھا۔ دراصل اس کی بنیادی منطق یہ تھی کہ زبان اشرف المخلوق Homosepian کا ایک امتیازی وصف ہے۔ اس کے خیال میں Cognitive ادارتی لسانیات دراصل ذہن انسانی کی تعلیم ہے اس کی جستجو، تلاش اور اس پر تحقیق کا نام ہے۔ جو صرف انسان کو ودیت کی گئی ہے جبکہ دوسری کوئی مخلوق بھی اس کی اہل قرار نہیں پائی ہے۔

نوم چومسکی جس کو دنیا بیسوی صدی کے مشہور ماہر لسانیات کی حیثیت سے جانتی ہے نے اپنی لسانیاتی تحقیق کی بنیاد فلسفیانہ عقائد پر رکھی۔ دراصل لسانیات کے شعبے میں اس کا بنیادی کام "Transformational Analysis" گرامر پر ہے جو زبان کو ان منطقی اصولوں کی تشکیل کا مطالبہ کرتی ہے جو بالآخر ممکنہ جملوں کی تشکیل میں مدد دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ زبان کو درست تشکیلی ڈھانچہ مہیا کرے گی۔ جس کی بنا پر جملے اور کلمات کی تشکیل اور تقسیم کی جاسکتی ہے اور اس کی بنیاد پر ہی (mentalisstic Philosophy) دنیاوی فلاسفی) پر استوار کی گئی ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے کہ اس نے اپنے نظریے کی بنیاد فلسفہ کے اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر رکھی لیکن اس طرح سے کہ قائم شدہ فلسفوں کی بنیادیں ہلا دیں۔ اس نے Bchavioural Phychology کی مخالفت کی اور اس کے مقابلے میں (Innatism) فطرت پسندی کیحمایت کی جس کے مطابق انسانی دماغ میں علم اور خیال ودیت کردہ ہیں اور یوں (John Lock) کے Tabula Rasa (دماغ خالی سلیٹ ہے) کے مفروضے کو باطل قرار دیتا ہے۔ وہ اس بات کے حق میں ہے کہ تمام علم کو صرف اور صرف تجربے کی بنیاد پر حاصل نہیں کیا جاسکتا بلکہ انسان کی ذہنی استعداد کی مدد سے وہ تعلیم سیکھتا ہے اور وہ اس بات کی توضیح کچھ اس طرح سے کرتا ہے کہ انسانی دماغ کی اس صلاحیت کے باعث ایک بچہ کس قدر مختصر وقت میں زبان کے پیچیدہ گرائمر کو سیکھ لیتا ہے اور اس دوران وہ کسی قسم کی غلطی نہیں کرتا اس کو فقط الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے جو وہ اپنے ماحول سے حاصل کرتا ہے۔ چومسکی اس صلاحیت کو (Linguistic faculty) کا نام دیتا ہے جو اس کو خدا کیطرف سے ودیت کردہ ہے جس کو آگے چل کر وہ L.A.D کہتا ہے جب کہ ایک شخص زبان کے استعمال کے دوران ذہنی کام کر رہا ہوتا ہے جس طرح لکھتے اور سوچنے کی ذہنی مشق میں شمار کیا جاتا ہے۔ چومسکی کے ان خیالات نے گویا لسانیات کے میدان میں ایک بھونچال پیدا کر دیا تھا جسے دنیا چومسکی کے انقلاب کے نام سے گردانتی ہے۔ اس کے خیال میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

زبان کا وہ حصہ جو جبلی ہے اس کو اس نے(Universal grammer)کا نام دیا۔ اس کے فلسفے کی عقلیت کی جانب رغبت دکھائی دیتی ہے۔ کیوں کہ اس نظریے کی بنیاد پر دراصل وہ ادراکی فلسفے کی بنیاد رکھنے چلا تھا۔ اس کا یہ نظریہ تجزیاتی فلسفے کا ایک تسلسل تھا جو زبان کو فلسفیانہ تجزیے کا مرکزی نقطہ گردانتا ہے۔ چومسکی کو نظریہ لزومیت کا حامی بھی قرار دیا جاتا ہے۔(Essentialist)تعلیمی عقیدہ جس کے مطابق کچھ علوم و مہارتیں ایسی ہیں جو سب کو بدرجہ اتم سیکھنی ہیں۔

۲۔ تعارف

نوم چومسکی بیسویں کا سب سے زیادہ ذی اثر ماہر لسانیات ہے جو آج بھی لسانیات کے منظر پر غالب نظر آتا ہے۔ وہ اپنی منفرد لسانیاتی نظریے کے باعث بہت مشہور ہوا اس نے اپنی مشہور زمانہ نظریہ Transformational Theory کے باعث لسانیات کے شعبے میں انقلاب برپا کر دیا جس میں وہ اس انسانی ذہنی استعداد کا ذکر کرتا ہے جس کی مدد سے لاشعوری طور پر زبان کے علم کی مدد سے وہ جملے تشکیل دیتا ہے اور اس علم کو وہUniversal Grammarکا نام دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا مقصد فقط اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ بولنے والا دراصل کیا چاہتا ہے۔ اس کے خیال میں انسانی ذہن حیاتیاتی طور پر زبان سیکھنے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے اور یہ زبان دانی کی صلاحیت اس کی جبلت ہے۔ زبان کے تعلم میں دماغ کام کرتا ہے ان جبلی اور ذہنی تصورات نے ہی دراصل اس کے نظریے کو ممتاز بنایا جس کے باعث کرداری فلسفے کے بانیوں کے ساتھ اس کے خیالات کا تصادم نظر آتا ہے جو بیسویں صدی کے آغاز میں عروج پر تھا۔ چومسکی نے کردار نگاری کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ رسید کیا جس کے بعد(Thorndike)کا عمل اور رد عمل کا نظریہ تقریباً متروک ہو گیا۔ ادراکی نفسیات کا نقطہ آغاز تھا۔ چاسکی اس مخصوص فلسفے کو چاسکی کا پیشوائی نظامHeirarchy بھی کہا جا سکتا ہے۔ جو دراصل نصف صدی تک اس لسانیات کے موضوع پر مسلسل تحریروں کا اثر تھا۔ اس نے کئی مقالہ جات لکھے جن میں "Syntactic Structure"1965, Aspects of Theory of Syntax, Cartisiom Linguistic, 1966, Language and mind Reflections of Language 1976شامل ہیں۔

کرسٹوفر واٹس کے مطابق چاسکی ایک ماہر لسانیات کے بجائے لسانیات کے فلسفی کے طور پر زیادہ نمایاں نظر آتا ہے ولیم لاسکن کے مطابق گزشتہ چالیس سالوں کے عرصہ میں زبان کے فلسفیوں کی بنیادی توجہ کا مرکز رسمی

گرائمر یا Syntax کی تلاش ہے اور چومسکی اس ترقی کا علم بردار تھا جو آج بھی اپنی تحریروں کے ذریعے زندہ جاوید ہے اس نے حال ہی میں ۲۰۱۹ء میں "The Science of Language" لکھی ہے جس میں وہ زبان کی فطرت ،زبان کے فلسفے، ماہیت، اخلاقیات اور زبان کے ارتقاء کے متعلق بحث کرتا ہے۔

ڈاکٹر A. Gostino نے اپنی کتاب میں چومسکی کے نظریات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس نے یہ وضاحت کی ہے کہ کس طرح سے چومسکی کی ذہنی عقلیت پسندی اور ادبیانہ نقطہ نظر نے مل کر مروجہ نظریات کے لیے ایک چیلنج بنا گیا اور اس نے علوم کے در وا کیے۔

اس کے خیال میں چومسکی کے نظریے کے تین نکات ہیں۔

۱۔ انسانی ذہن Cognitive ادراکی ہے اور یہ تمام خیالات بشمول زبان کے متعلق خیالات کا مرکز ہے۔

۲۔ زبان اور ذہن کی بہت سی اہم خصوصیات جبلی ہیں۔

۳۔ زبان باہم مداخلت کرتے ہوئے مخصوص ذیلی نظاموں سے بنتی ہے جو لسانی سرگرمیوں کو ممکن بناتی ہے۔

اور مندرجہ ذیل بحث چومسکی کے لسانی فلسفہ پر محیط ہے جس میں عقلیت، ادا اور محرومیت کے متعلق اس کے خیالات پر بحث کی جائے گی۔

۳۔ چومسکی کی عقلیت پسندی

ایک ماہر لسانیات کی حیثیت سے چومسکی عقلیت پسندی کا قائل ہے جو تجرباتیت کے بالکل مخالف ہے۔ زبان کے متعلق اس کے فلسفہ پر عقلیت پسندی کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں جس کا دعویٰ ہے کہ عقل یا دلیل ذہن کا ایک وصف ہے جو علم کے حصول کا بنیادی ذریعہ بھی ہے۔ وہ افلاطون، سپائینوزا اور ایمول کانٹ کے فلسفے سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اس کا نظریہ جبلت اور Nativisum کے نظریے سے ہم آہنگ ہے۔

۱۔ ماہر بگھبرا امین اس کی تاریخ کے بارے میں بتاتے ہوئے کہتی ہے۔

> "The history of philosophical concern with language is as old as philosophy itself. Plato in Cratylus emplored the relation between names and things and engaged in what

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

today would be reaognized as philosophy of language. Most philosopher since plato have shown some interest in language. Rene-Descartes (1596-1650) The founder father of modern philosophy behind the existence of Universal Language under pinning. The diverse languages which human communities use and is seen by the twentieth-Century linguist Noam- Chomsky is seen as a prearsor of the theory of innatcness of linguistic abilities."

یوں بگھر امین نے زبان کی فلسفیانہ بنیاد کے بارے میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ افلاطون کے نزدیک چیزوں کو نام دینے میں بھی یقیناً کوئی نہ کوئی دلیل یا وجہ ضرور ہو گی جس کو ہم فلسفہ زبان کہہ سکتے ہیں اور پھر Descartes یونیورسل یا آفاقی زبان کا حامی تھا کیوں کہ اگر تمام بنی نوع انسان کی زبان انسانی کی جبلی خصوصیت ہے تو تمام انسانوں کے باقی ماندہ روزمرہ افعال مثلاً کھانا، پینا، چلنا، وغیرہ کی طرح زبان میں بھی ایک یکسانیت کا رنگ ہونا چاہیے۔

یوں وہ چومسکی کو Descarte کا ترجمان بتاتا ہے جس کا مشہور مقولہ "I Think There fore" علم کی ٹھوس بنیاد فراہم کرتا ہے۔ چومسکی ان الفاظ میں اپنے نظریہ زبان کی وضاحت کرتا ہے۔

We should think of knowledge of language as a certain state of mind a relatively stable in transitory mental states once it is attained, futher more as a state of some distinguishable faculty of the mind, the language faculty, with its specific properties, structure, and organiz action, one module of the mind. (2)

چومسکی کے مذکورہ بیان کے مطابق زبان دماغ کی نسبتاً مستقل صورت حال کا نام ہے جس کی مخصوص خوبیاں،ڈھانچہ اور تنظیم ہے۔چومسکی کارنینسن کے علم الکلام سے بھی متاثر نظر آتا ہے جس میں تجربہ اور تحقیقات پسندی کا باہم ملاپ نظر آتا ہے۔کانٹ کے اثرات چومسکی کے نظریہ زبان میں واضح نظر آتے ہیں خصوصی طور پر اس کا زبان کے اندر مورونیت کا تصورت جس میں ہمیں ایک تجریدی لائحہ عمل تو نظر آتا ہے لیکن کوئی اصل تصور سامنے نہیں آتا ہے اور یہی نقطہ نظر اب قابل عمل ہے۔چومسکی کے نظریہ کی بنیاد بھی یہی اصل نقطہ ہے جو ارتقائی نفسیات اور ادراکی ترقی کی بنیاد ہے۔

چومسکی کا نظریہ افلاطون اور لیتر سے بھی متاثر نظر آتا ہے۔اس کے خیال میں لسانیات کا بیشتر مطالعہ اس حقیقت کی بنیاد پر قائم ہے کہ یہ افلاطون کے اٹھائے گئے سوالات کا حل فراہم کرنے کی سعی کرتا ہے۔یہ مسئلہ کہ ہم ک یوں وضاحت کر سکتے ہیں پھر ہم جانتے ہیں وہ کیوں کر جان پائے یا دوسرے لفظوں میں ہمارے علم کے ذرائع کیا ہیں جس کا جواب افلاطون نے یہ دیا کہ ہمارا بیشتر علم جبلی ہے جو گزشتہ وجود کی یاداشت ہے۔

پنسر نے افلاطون کے نظریے کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے رائے دی کہ بنیادی طور پر خیال تو درست ہے یعنی جہاں تک جبلی علم کا تصور ہے وہ درست ہے لیکن دوسرے بھی درستگی کی ضرورت ہے۔ماقبل وجود کا تصور اضافی یا غیر ضروری یا مناسب نہیں ہے کیوں کہ یہ قابل وضاحت نہیں ہے۔ہمارے علم کا بیشتر حصہ جبلی ہے جو دماغ میں موجود ہوتا ہے اگرچہ قابل بیان حالت میں نہیں ہے چومسکی نے یہ دلیل پیش کی کہ ذہنی کارکردگی کے متعلق ایک مکمل نظریہ ہی(Empiricism) کی جگہ لے سکتا ہے یہ یقین کہ تجربہ ہی علم کی بنیاد بن سکتا ہے۔اس کے خیال میں(Empiricism) نے دماغ اور جسم کے دوہرے پن کو جنم دیا ہے جو مکمل طور پر ناقابل قبول ہے۔ اس کے مطابق دماغ ایک خالی سلیٹ ہے اور ان کی استطاعت کم ہے جس کی مدد سے عام جسمانی اور معاشرتی دنیا کے معاملات کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے جن کو(Induction)تعارفی اور تحریری طریقے سے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس ذریعے سے کوئی براہِ راست راستہ میسر نہیں آتا جو ان قابل فہم نظریات کو سمجھنے میں مدد دے سکے۔

زبان کی خصوصیات کو علم کا ایک نظام قرار دینا اور کارکردگی کی اہمیت کو کم کرنا اس کے ساتھ ساتھ زبان کے تخلیقی پہلوؤں کو اجاگر کرنا، گرائمر کے بنیادی قواعد کو از سر نو تحریر کرنا اور سطحی لحاظ سے غیر واضح تشکیلات کو

ابھارنا۔ ان تمام خوبیوں کے باعث چومسکی صحیح معنوں میں عقلیت پسندی کا اصل وارث ٹھہرتا ہے اور وہ خود بھی ان روایات کا مقروض نظر آتا ہے۔

لیکن کچھ اہم موضوعات پر اس کے خیالات ان سے مختلف بھی نظر آتے ہیں۔ جہاں تک زبان کی مہارت کا تعلق ہے چومسکی ایسے علم کی بات کرتا ہے جو جبلی ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل طور پر عقل پر مبنی نہیں ہے۔ دوسری بات جو اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس کے آفاقی گرائمر کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں نظر آتا ہے۔ تیسرا وہ اس نظریہ کو رد کرتا ہے جو حقیقت پر مبنی ہے اور جس کے لیے زبان اور دنیا تعلق کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ تجزیاتی فلسفہ

چومسکی کا نظریہ تجزیاتی فلسفے سے متعلق ہے جس کا بنیادی نقطہ دلیل اور زبان کا باہم تعلق ہے چومسکی دلیل جو فلسفے کی بنیاد ہے کا استعمال اپنے لسانیاتی تجزیے میں کرتا ہے جس کے نتیجے میں ایک منفرد رسمی زبان وجود میں آتی ہے۔ وہ کچھ اصولوں پر مبنی ایک ضابطہ تخلیق کرتا ہے جس کی مدد سے ممکنہ الفاظ کے تعلق سے جملے تشکیل دیے جاسکتے ہیں اور اس کے لیے اس نے ایک لوگرتھم کا استعمال کیا ہے جس کی مدد سے گرائمر کی رو سے درست جملے تشکیل دیئے جاسکتے ہیں۔ دراصل تجزیاتی فلسفوں کے درمیان چومسکی کی تجاویز کو تین وجوہات کی بنا پر قابل قدر گردانا جاتا ہے۔

۱۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سائنس کے طریقہ کار میں وہ ایک اہم تبدیلی لانے کا موجب بنا جس نے بیسویں صدی کی تجربہ کاری (empiricism) کا رُخ موڑا جس کے باعث نفسیات میں کردار نگاری، لسانیات میں (structuralism) اور فلسفہ میں مثبت سوچ کا رجحان شامل ہوا ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی تہلکہ خیز کتاب "Aspects of theory of Symtom" نے لسانیات میں ایک نئے ادراکی نقطہ نظر کی بنیاد رکھی جو فلسفیوں کو انسانی زبان اور دماغ تک رسائی فراہم کرتی ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ کہ وہ مسلسل اپنے نظریات کا دفاع کرتا نظر آتا ہے جس میں اس موضوع پر اہم بحث اور تنقیدی فلسفہ شامل ہے۔

علم نحو پر چومسکی کے نظریاتی تصور کا فلسفیوں پر گہرا اثر نظر آتا ہے۔ سطحی اور گہرے ساخت میں امتیاز دراصل تجزیاتی فلسفے کی روایت کا پابند نظر آتا ہے جو اس کی وضاحتی نظریے کی پابند ہے اس کا مطمع نظر یہ ہے کہ

سطحی تشکیل دراصل اس کی اصل ساخت کو بیان کرتا ہے۔ دراصل گرائمر کی دو نمائندہ معیاری سطحیں ہیں گہری سطح جو سطحی ساخت سے ماخوذ شدہ ہوتی ہے جن کو تبدیلی کے قوانین سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اس نظریے کی شناخت وترویج ۱۹۷۰ء میں سامنے آئی جب تولیدی اور متغیر اجزاء کو ضبط کرنے کے لیے قوانین اخذ کیے گئے۔ جس کی ایک مثال X.Bor کا نظریہ ہے جو تمام کلمات کا ایک اندرونی ڈھانچہ تشکیل دیتا ہے جب کہ دوسری مثال تمام مہیا حرکات کو ایک ادراکی قانون(move alpha)کے تحت لانا ہے جس کا اطلاق کچھ پابندیوں کے ذریعے محدود کر دیا گیا ہے۔

۴۔ ادراکی نفسیات (Cognitivism)

چومسکی کے نظریے کے مطابق زبان ایک فطری عمل ہے جو انسانی ذہن کا ایک حصہ ہے اور طبعی طور پر دماغ کے اندر موجود ہوتا ہے جس کسی نوع کی حیاتیاتی استعداد کا باعث ہوتی ہے۔ ادراکی فلسفے کے داعی کی حیثیت سے اس نے کردار نگاری پر تنقید کی جو زبان اور رویہ کو ماحول کا ایک عل سمجھتا ہے اور اس سے متعلق خیال کرتا ہے اس کے اور اس نے اس کی کمزوریوں پر بھی روشنی ڈالی۔ اس کا یہ دعویٰ کہ زبان کی بہت سی خصوصیات جبلی نوعیت کی ہیں جو اس کے گہری ساخت میں موجود ہوتی ہیں اور جس کی جانب کردار نگاری کے فلسفے نے آنکھیں موند لی ہیں۔

۱۹۵۹ء میں چومسکی نے Skinner کے(Verbal Bchaviour)کی تنقید پر ایک کتاب لکھی جس میں اس نے زبان کی افعالی اور کرداری نوعیت کی تشریح کی ہے۔ دراصل سکینر نے ان حالات پر زور دیا ہے جن میں زبان کا تعلم عمل میں آتا ہے۔ لیکن اس پس منظر میں چومسکی کا نقطہ نظر یہ تھا کہ ایک افعالی وضاحت جو صرف رسائی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور جس کے باعث کئی اہم نقاط نظر انداز ہو جاتے ہیں۔ اس کے خیال میں اس تمام تجرباتی مواد کی جمع آوری جو اس طریقہ کار کا بنیادی حصہ نہیں اس کی لسانیاتی نظریے میں بھی چنداں ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی یہ استعمال ہوتی ہیں۔ مواد کی جمع آوری رسمی ہے جس کی صوتیات کے علاوہ کہیں ضرورت نظر نہیں آتی ہے اس کو کرداری سائنس میں تو استعمال کیا جاتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ لسانیاتی کام میں اس قسم کی کرداری سائنس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس نے مشاہدہ کیا کہ ان کرداری قاعدوں کا سائنسی اطلاق وضاحتی کمزوریوں کا محتاج ہے۔

ایک ایسا نظریہ جو فقط بیرونی صورتِ حال سے نبض آشنا ہو وہ گرائمر کے پیچیدہ تخلیقی عمل کی وضاحت کرنے کا چنداں متحمل نہیں ہو سکتا ہے جس کی مثال اس نے دوبارہ بچوں کے زبان سیکھنے کے عمل سے دی ہے جس میں قواعد پر مکمل دسترس شامل ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ مادری زبان کا تخلیقی لحاظ سے استعمال / تحریر اس کی ایک واضح دلیل ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ زبانی انسانی رویے کو سمجھنے کے لیے جس میں زبان کا تخلیقی پہلو شامل ہے اور جس کے لیے جنیاتی ،لسانیاتی، اداکا اصول طے ہونا چاہیے۔ یہ مفروضہ Skinner کے اصول کے یکسر منافی نظر آتا ہے۔

چومسکی کے ایسے تنقیدی نقطہ نظر نے آگے چل کر ادراکی انقلاب کی راہ ہموار کی۔ جو امریکی نفسیات میں ۱۹۵۰ سے ۱۹۷۰ء تک ایک اہم تبدیلی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس نے اس جبلی ساخت کی کارکردگی اور ترویج پر سوالات اُٹھائے جو جملے کی ساخت کے تخلیقی انتظام و انصرام کا موجب ہوتا ہے اور جس کے باعث الفاظ کا مربوط ہونا تخلیقی طور پر ان کو نظم دینا اور الفاظ اور کلمات کو قابل فہم ادائیگی میں ڈھالنے کا ایک نظام ہے۔

اس کے خیال میں اس قدر پیچیدہ اور منظم زباندانی کا علم کسی بہت ہی مخصوص جبلی صلاحیت کا نتیجہ ہو سکتا ہے جو دوسری ادراکی خصوصیات سے یکسر خود مختار نوعیت کا ہے۔ یوں وہ لسانیات میں دماغ کے کردار کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ جس کے لیے وہ طبعیاتی سرگرمیوں کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے اس کا نظریہ روح یا نفسیات کی ہر فتح کا نام ہے۔ زبان دانی کا علم بولنے والے کے دماغ کا جزو ہے اس لیے اس شعبے کو نفسیات کا حصہ بھی کہا جا سکتا ہے اور دراصل اس نے نفسیات کی اس شاخ کو ہی لسانیات کا نام دیا ہے۔

۵۔ لسانیاتی Nativism (فطریت پسندی)

لسانیات Nativisim کے مطابق "انسانی نوزائیدہ بچوں کو چند لسانیاتی معلومات قبل از پیدائش فراہم ہوتی ہیں جن کو ہم لسانیاتی تجربات کی روشنی میں اخذ نہیں کر سکتے۔

فطری ماہر لسانیات نے تین دعوے کیے ہیں۔

پہلا یہ کہ زبان کا کچھ حصہ غیر انسانی ہے جس کو استقرائی طریقے سے نہیں سیکھا جا سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ زبان کا تعلم ایک غیر اکتسابی عمل ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ دماغ کا ایک مخصوص حصہ ہے جس کا بنیادی کام زبان کی ترویج اور بہتری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسانی دماغ کے اندر زبان کے متعلق کچھ اصول پہلے سے اخذ شدہ ہوتے ہیں جن کو اس نے .U.G کا نام دیا ہے۔ اور یہ وہ آفاقی بنیاد ہے جس پر تمام انسانی زبانیں قائم ہیں اور اسی کی بدولت بچے بآسانی زبانیں سیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بچہ بیک وقت تین یا چار زبانیں سیکھ رہا ہوتا ہے۔ جب وہ

اپنے والدین کو مادری زبان بولتے سنتا ہے تو دراصل اس کو لاشعوری طور پر علم ہوتا ہے کہ وہ کون سی زبان بول رہے ہیں اور وہ اس کے قواعد کے پیٹرن کو سمجھتے ہیں۔

اس عمل کو چومسکی نے (Perameter Setting) کا نام دیا ہے۔ اس کو وجدانی علم ہوتا ہے۔ کہ کچھ الفاظ بطور افعال محدود تعداد میں اسی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ یہ وہ معلومات ہیں جو کسی بھی زبان کے بولنے والوں کو براہِ راست مہیا نہیں کی جاتی ہیں۔ اس ماحول میں اپنے بڑوں کے ذریعے بلکہ یہ الہامی ہیں یہ زبان سیکھنے کا اصول یا آلہ جو پیدائش کے وقت اس کو عنایت کیا جاتا ہے۔ اسی کو چومسکی نے L.AD کا نامد دیا ہے جس کی مزید وضاحت Akmajan نے کی کہ کس طرح صوتیاتی، نحوی اور صرفی سطح پر اس کی قابلیت کا ضامن ہوتا ہے۔

یہ دلیل اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ایک بچہ جملوں اور کلمات کی ایک بڑی تعداد ماحول سے اخذ کرتا ہے اور پھر ان کی روشنی میں اصول اخذ کیے جاتے ہیں جس کے بعد وہ اپنے قواعد خود بناتا ہے جس کی مدد سے نئے کلمات کی ادائیگی کرتا ہے جو اس نے اس سے قبل نہ سنے ہوں ۲ سے ۷ سال کے عرصے تک جب زبان پر مکمل مہارت حاصل ہوتی ہے تو بچے گرائمر کو ساتھ ساتھ اطلاق کرتے ہیں یہاں تک کہ بالغ لوگوں کے معیار کو پہنچ جاتا ہے۔ ۲ سے ۷ برس تک کا یہ عرصہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ چلنے کی طرح زبان سیکھنے کا عمل بھی جبلی ہے جو ماحول کے ردعمل سے زیادہ خود تکمیل کی خواہش کے زیر اثر پروان چڑھتا ہے۔ یعنی کہ بچہ جب بھی کوئی زبان سنتا ہے اور جب وہ اس عمر کی حد تک پہنچتا ہے تو اس پر مکمل عبور حاصل کر سکتا ہے۔ اس لیے اگر اس دوران اس کا واسطہ کسی بھی زبان سے نہیں پڑتا تو وہ کوئی زبان بولنے کے قابل نہیں ہیں اور اس کو(Critical Period hypothesis) کہا جاتا ہے۔

۶۔ چومسکی کا نظریہ نزومیت (Essentialism)

چومسکی کو لسانی نزومیت کا بانی شمار کیا جاتا ہے جو زبان کی خبر والا نیفک خوبیوں کی تلاش میں ہے۔ لسانی نزومیت دراصل انسانی لسانیاتی ساخت جو بچے کو انسانی زبان سیکھنے میں مدد دیتی ہے جو چومسکی کے مطابق کسی بھی زبان کا نچوڑ دراصل اس کے ساختیاتی عضو میں جو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے بڑھا نہ ہو۔ اس کے نظریہ نزومیت کے مندرجہ ذیل اجزاء ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

6.1۔ مہارت اور کارکردگی

مہارت سے صلاحیت زیادہ ضروری ہے کارکردگی نہیں۔ نرومیت کے فلسفے کے حامی کی حیثیت سے چومسکی مہارت اور صلاحیت میں امتیاز کرتا ہے۔ دراصل صلاحیت یا قابلیت زبان کا علم ہے اور اس کے جملوں کی ساختیاتی خصوصیات پر مہارت ہے جب کہ کارکردگی سے مراد اس کا حقیقی زندگی میں استعمال ہے جو صلاحیت سے منحرف بھی ہو سکتا ہے جس کا باعث ماحولیاتی عوامل کے ساتھ ساتھ یادداشت کمزوریاں بھی شامل ہیں۔

صلاحیت دراصل تمام ممکنہ جملے بولنے کی قابلیت کا نام ہے اور کارکردگی اس صلاحیت کی روزمرہ زندگی میں اظہار کا نام ہے چومسکی کے خیال میں لسانیاتی تھیوری ان تمام ذہنی عوامل کو واضح کرنے کا نام ہے جو زبان کے استعمال میں پیش آتے ہیں اس لیے ماہر لسانیات کا موضوع صلاحیت ہونا چاہیے کارکردگی نہیں۔

(Extersidonal) (External)

6.2۔ Iزبان اور زبان.E

چومسکی نے بولی جانے والی زبان کو تکنیکی اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ Eاور Iزبان۔ Eزبان سے مراد تو سیعی زبان ہے جب کہ Iسے مراد بیرونی زبان کے ہیں۔

E. Language سے مراد وہ زبان کا مواد ہے جو دماغ کے دائرہ کار میں نہیں آتا ہے جب کہ I سے مراد انفرادی اندرونی زبان ہے جو اس دماغ کی خصوصیات ہیں جو اس زبان سے واقف ہو گا۔

ایک نرومی ماہر لسانیات کی حیثیت سے I زبان دماغ کی ایک حالت کا نام ہے۔ چومسکی E زبان کو مطالعہ کے قابل نہیں گردانتا ہے اور I زبان کو ہی لسانیات کے دائرہ کار میں گردانتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس کو بیرونی ماحول سے علیحدہ کر کے دیکھنا چاہیے۔ چومسکی کے مطابق:

> "This branch of the study of language (generative grammar) is indeed marked by an absence of any role for community and culture, there is nothing of any significance known, at least to me, about community and culture that relates to these questions about the nature of a certain biological system."(2)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

لسانیات کی یہ شاخ ثقافت یا کمیونٹی کی عدم مداخلت پر زور دیتی ہے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ جو لوگ کسی حیاتیاتی نظام کی موجودگی کے بارے میں سوال کرتے ہیں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس سوال کے اٹھائے جانے کی دیر بھی کہ چومسکی کا نرومیت کے مفکرین کے ساتھ ایک جنگ شروع ہوگئی جو یہ گردانتے ہیں کہ زبان ایک معاشرتی یا بیرونی عمل ہے۔ مائیکل سومٹو زبان کو ایک معاشرتی رسم گردانتا تھا اور David-hewis اسے ایک معاشرتی روایت سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ جین پیاجے اور وائی گوسکی نے بھی ماحولیاتی عوامل کو زبان کے تعلم میں بنیادی محرک قرار دیا ہے۔ دراصل کئی ماہر لسانیات نے ایسے نظریات پیش کیے ہیں جن کو چومسکی کی زبان میں E.Language کہا جا سکتا ہے۔ اس کی اس وضاحت نے تو اسے بلوم فیلڈ اور Saussore کے بھی مدِ مقابل لا کھڑا کیا ہے۔

سائنسی انداز سے اگر اس کے نظریات کا مطالعہ کیا جائے تو وہ زبان کو ایک حیاتیاتی عضو یا طریقہ کار قرار دیتا ہے اور یوں دیکھا جائے تو پھر جذبات بات چیت کے انداز اور معاشرتی معانی سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ چومسکی کے I زبان کے نظریے کو پانچ اطراف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

۱۔ بشریاتی لسانیات

۲۔ سماجیات

۳۔ ریاستی معاشیات

۴۔ فلسفہ اور انسانیات

6.3۔ عالمگیر گرائمر

چومسکی کے نزدیک .U.G اُن تمام قواعد، اصول اور صورتِ حال کا ایک مربوط نظام ہے جو تمام زبانوں کی یکساں خصوصیات ہیں اور نہتائی زبان کا نچوڑ ہوتا ہے۔ تمام انسان اپنی زبان کے متعلق اپنے تجربات کا حصہ اس میں ڈالتے ہیں۔ دراصل .U.G کے اصول و قواعد وہ بنیادی نقش فراہم کرتی ہیں جس کی پیروی تمام زبانیں کرتی ہیں۔ اس نظریے کے تحت بچے کی مادری زبان کی جلد اکتسابی کی وضاحت بیرونی ماحول سے بہت کم ہوتاہے۔

"It is reasonable to suppose that U.G. determines a set of core-grammars and that what is actually represented in the

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

mind of an individual even under the indealisation to a homogeneous spuch community would be a core-grammar with a periphery of marked elements and constructions." (3)

اس کے نزدیک انسانی بچے بنیادی لسانی صلاحیت کے ساتھ جنم لیتے ہیں جو تمام زبانوں کے لی یکساں ہوتی ہے اور یہی وہ جبلی صلاحیت ہے جو ان کو اپنے ماحول کے مطابق زبان سیکھنے میں مدد دیتی ہے۔ اور وہ عموماً ان کی مادری زبان ہوتی ہے۔ یہ لسانی صلاحیت دراصل ہمارے حیاتیاتی جین کے عطیہ کا ایک جزو ہے اور اس طرح یہ جنینیاتی طور پر قبل از وقت طے شدہ حقیقت ہے۔ Eric-Langnnenberg, (Neveropychologist) (endownant) نے اپنے آرٹیکل "Biological Foundations of Language" میں چومسکی کے نظریے کی تائید کی ہے۔ اس کے خیال میں زبان سیکھنے کی صلاحیت جبلی ہے اور دوسرے پیدائشی افعال چلنا، بولنا، کھانا، پینا کی طرح وقت کے ساتھ circumscribed ہے ہو جاتی ہے اور اگر کوئی بچہ سن بلوغت کو پہنچنے سے قبل کوئی زبان نہیں سکھ سکتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ بچہ کسی زبان میں مہارت حاصل نہیں کر سکتا جیسا کہ اس نے تنقیدی تجزیے میں کہا ہے۔

U.G. کی تجویز کے ساتھ چومسکی نے عقلیت پسندی کی روایت کی بنیاد رکھی۔ چومسکی کی تجویز Swics جیسے (Carl-Jing) ماہر نفسیات کے ساتھ ایک مفاہمت ظاہر کرتی ہے۔ اس کے نظریہ کے مطابق انسانوں کے اندر وراثتی اور جینیاتی وسیلے سے کچھ افعال کے طریقہ کار ہوتے ہیں جن کی جڑیں اور شعوری بنیادوں پر ہوتی ہیں۔(۴) جس کو اس نے نمونہ یا مثال کا نام دیا ہے۔ یہ نمونے دراصل جبلی دماغی نفسیاتی مرکز ہوتے ہیں جن کے اندر قدرتی طور پر یہ سلاحیت ودیت کرتے ہیں ان پر ان کا دائرہ اختیار ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ نمونے معمول کے انسانی رویے کی خصوصیات اور عام انسانی تجربات کی ثالثی کا فرض ادا کرتے ہیں۔

چومسکی کے نقطہ نظر میں بھی گو کہ بہ ظاہر مختلف زبانوں کے صرف و نحو کے قواعد ایک دوسرے لفظوں میں اندرونی گہری ساخت یکساں ہوتی ہے اور اس کی وجہ وہ گہرا ترین، عصبی دماغی معیار ہے جو کہ عالمگیر اور یکساں گرامر کی بنیاد ہے۔ اور جس کے ہر تمام انفرادی گرائمر کی تشکیل دیا جاتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

۷۔ چومسکی کی لسانیاتی تخفیف

چومسکی زبان کو گرائمر کے تناظر میں دیکھتا ہے اس کے خیال میں کسی زبان کے قواعد اس زبان کی اصل نظریاتی اساس فراہم کرتا ہے اس کے مطابق یہ کسی بھی زبان کی خود ساختہ مطالعہ ہے جو الفاظ سے خود مختار ہے۔ لسانیات کا بنیادی مدعا قواعد اور گرائمر ہے اور اس کا معانی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

وہ مفاہیم کو ثانوی اہمیت دیتا ہے اور اسی وجہ سے ان معاشرتی حالات کو قطعاً اہم نہیں گردانتا جن کے اندر زبان کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے خیال میں لفظیات اور عملیت کو لسانیات کے دائرہ کار سے خارج کیا جانا چاہیے۔

دراصل چومسکی لسانیاتی تجزیے کا ایک نحویاتی نقطہ نظر پیش کرتا ہے اور اس کے خیال میں زبان اندرونی حساب کتاب کے ایک نظام پر مشتمل ہوتا ہے۔ زبان کے بارے میں اس نے تخفیف کے پہلو کو اس نے اپنے پروگرام۔(The Mentalistic Program) میں تفصیل کے ساتھ وضاحت کی ہے جس میں اس نے زبان کی اس خصوصیت کا اظہار کیا اور اپنی اس خواہش کا اظہار کیا ہے جس کے تحت لسانیاتی معلومات کی تخفیف حسابیاتی انداز میں کی جائے۔

۸۔ نوم چومسکی کا نظریہ تشکیل گرائمر اور اُردو زبان

زبان کے تعلیمی کام میں لسانیات کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ اس نے زبان کی ماہیت کے شعور کے عام کیا ہے۔ مغرب میں زبانیں پڑھانے کے طور طریقوں میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں ان میں سے بیشتر کی وجہ یہ ہے کہ لسانیات نے زبان کو فلسفانہ وقتوں کی دنیا سے نکال کر سائنس کی معروض روشنی میں پیش کیا ہے اور اس کی اصلیت سے نقاب کشائی کی ہے۔ اس سلسلے میں بعض اہم نکات یہ ہیں۔

۱۔ زبان آوازوں کا مجموعہ ہے۔

۲۔ زبان بنیادی طور پر بول چال ہے تحریر اس کا ثانوی اور ملفوضی ادب ہے۔

۳۔ زبان تغیر پذیر چیز ہے۔

۴۔ زبان کا اپنا نظام ہوتا ہے

۹۔ گوپی چند نارنگ کے مطابق

"لسانیات کے پاس عقیدے کی آنکھ نہیں ہے اور نہ ہی اس کے پاس جذبے کی دھڑکنیں ہیں۔ یہ سائنس سے اور اس کا کام حقائق سے بحث کرتا ہے۔ لسانیات قدر سے نہیں حقائق سے بحث کرتی ہے" (۵)۔ روایت کے صالح اور بے جان قصے میں فرق کرتی ہے اور زبان کے عناصر کو جیسے وہ ہیں اصلی روپ میں پیش کرتی ہے۔ جدید لسانیات میں گرامر کی تشکیل نظریہ پیش کرنے والے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جملے کی نحوی صحت کا کوئی تعلق معنی سے نہیں ہے جس کو مختصراً دو جملوں کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے۔

۱۔ بے رنگ سرخ پہاڑ بے تحاشا ناچتے ہیں۔

۲۔ بے رنگ پہاڑ تحاشا بے ہیں سرخ

بظاہر تو یہ دونوں جملے بے معنی ہیں لیکن یہ بات واضح ہے کہ پہلا جملہ نحوی طور پر صحیح ہے۔ یعنی Grammatical اور دوسرا غلط یا ungrammatical ہے۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ زبان کا ڈھانچہ معنی سے الگ اپنی آزاد حیثیت رکھتا ہے۔

۲۔ جس طرح گرائمر اور معنیات زبان کے اندر دو الگ الگ سطحیں ہیں اسی طرح گرائمر اور اسٹائل یعنی اسلوب بھی دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

زبان میں الفاظ کس طرح بنتے ہیں اور وہ کس طرح ترتیب سے جملے میں واقع ہوتے ہیں پر کس طرح استعمال کیا جائے یہ سٹائل ہے۔ سٹائل میں گرائمر کی پابندی لازمی ہے ورنہ جملہ غلط ہو جاتا ہے جب کہ گرائمر میں سٹائل کا عمل دخل نہیں گرائمر کا تعلق زبان کے نظام سے ہے اور انداز اس نظام کے اندر رہتے ہوئے اپنی پسند، ذوق اور تخلیقی اردو میں یہ فرق پوری طرح نہیں سمجھا جاتا جس کی تہذیبی اور سماجی وجوہ ہیں۔ ہماری زبان نے شاعری کی آغوش میں آنکھ کھولی تھی۔ اردو ادب کی یہی روایت ہے۔ نثر نگاروں کی ایک بڑی تعداد شعر کے بغیر لقمہ نہیں توڑ سکتی ہے اور محض رنگینی بیان ہی کو اچھی نثر سمجھتی ہے۔ زبان اور سٹائل کو غلط ملط کیا جاتا ہے۔

"اُردو کی مروجہ گرائمر جنھیں لسانیات کی اصطلاح میں روایتی گرائمر کہا جاتا ہے ان میں زبان کے نظام کو جامعیت اور قطعیت کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت نہیں۔ ایسی گرائمر کا ایک بنا بنایا فریم پہلے سے موجود ہوتا ہے اور جس زبان کی گرائمر لکھی جانی مقصود ہو اس کو اس فریم میں فٹ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے"(۶)۔ ان کا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

دارومدار بعض تصورات پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جملہ الفاظ کے ایسے مجموعے کا نام ہے جس سے بات پورے طور پر سمجھ میں آئے۔

اس تعریف سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں "بات" سے کیا مراد ہے جس کا جواب یہ ہو گا کہ وہ چیز جو ایک جملے میں بیان ہو یعنی جملے کی تعریف بات کی تعریف کے بغیر ممکن نہیں اور بات کی تعریف جملے کی تعریف کے بنانا ممکن ہے۔ اس سے دلیل کی تدبیر ظاہر ہے جو منطق میں قابل قبول نہیں۔ ایسی تعریف کبھی جامع و مانع نہیں ہو سکتیں مثال کے طور پر مذکورہ جملے میں اگر اس کو لیا جائے تو یہ لفظ ربط معنوی کے پیرائے میں آتا ہے وہ پورے طور پر تباہی سمجھ میں آئے گی جب اس سے پہلے جملہ یا جملے بھی پڑھے جائیں۔

چناں چہ اگر مندرجہ بالا تعریف کو صحیح مان لیا جائے تو یہ بھی تسلیم کرنا ہو گا کہ اس مضمون میں ایک جملے یا پیراگراف کا دوسرے جملے یا پیراگراف سے کوئی معنوی ربط نہیں ہے۔

"اگر فعل کی تعریف کو زیر نظر رکھا جائے تو فعل وہ لفظ ہے کہ جس سے کسی شے کا ہونا یا کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو رفتار، چال، اٹھان، آوارگی اُچھل کود وغیرہ الفاظ کو بھی فعل قرار دینا ہو گا کیوں کہ ان میں بھی تو کسی شے کا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ نیز صفت کی تعریف دیکھتے ہیں۔ صفت وہ الفاظ ہیں جو کسی کی حالت یا کیفیت ظاہر کریں"۔ (۷)

اس تعریف کی رو سے خالی گھر میں خالی صفت ہے اور گھر اسم ہے اسی طرح دوسرا مرکب ڈاک گھر ہے جس میں پہلا لفظ صفت ہے اور دوسرا اسم لیکن ادنیٰ تامل سے یہ محسوس کیا جا سکتا ہے کہ دونوں ترکیبوں کی ساخت میں کچھ نہ کچھ فرق ہے یعنی خالی گھر۔ اجاڑ گھر، نیا گھر تو ایک طرح کی تیسرے کیس ہیں اور ڈاک گھر دوسری طرح کی مگر مندرجہ بالا تعریف کی روشنی میں ان سب میں پہلا لفظ اسم کی حالت کیفیت یا کمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ "صفت کا یہ تصور زبان کے ڈھانچے سے پورا انصاف نہیں کر سکتا روایتی گرائمروں کی اصطلاح میں ترکیب "ڈاک گھر کے بارے میں پوچھنا کہ اس میں لفظ ڈاک اسم ہے یا صفت ایسے ہی ہو گا جیسے پوچھا جائے کہ فلاں جلسے میں لوگ کتنے تھے اور مرد اور عورتیں پرانے انداز کی روایتی گرائمروں پر لسانیات کی دنیا میں ایک مدت سے اعتراض کیے جا رہے ہیں جن ماہرین کے جملے کے تجزیے کے نئے طریقے پیش کیے ہیں ان میں Lamb, Block, Pike وغیرہ کے کام کو اہمیت حاصل ہے لیکن سیوچوئٹس کے ادارہ ٹیکنالوجی کے لسانیات کے پروفیسر چومسکی نے تشکیلی نظریہ پیش کر کے

لسانیات کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اس سے قبل ماہرین لسانیات کی گرامروں کو مجموعی طور پر Phrase Structure Grammar کا نام دیا گیا تھا۔ چومسکی کا اُن پر اعتراض یہ تھا کہ یہ لسانی ڈھانچے کی صرف ظاہری سطح پر کام کر سکتی ہیں۔ اس کی اندرونی پیچیدگی کا ساتھ دینا ان کے بس کی بات نہیں ہے جس کے برعکس چومسکی جملوں کی ساخت کے اندرونی باہمی ربط کو سمجھنے کے لیے بعض واضح اور آسان تشکیل قوانین کو استعمال کرتا ہے جس کی بنیاد علامتی منطق پر رکھی گئی ہے۔

اس کے نزدیک جملے دو طرح کے ہوتے ہیں سادہ بیانیہ جملے کو وہ اصلی اور باقی سب کو ماخوذ بتاتا ہے۔ بنیادی جملوں کا تجزیہ وہ(Phrase Structure rules) کی مدد سے Y Y کرتا ہے مثال کے طور پر یہ Kernel جملہ لیجیے۔ وہ لڑکا نئی کتاب پڑھتا ہے۔

X Y کی مدد سے اس کا تجزیہ یوں کیا جاسکتا ہے۔

1. S	WD+VP
2. NP	M + N
3. VP	NP + V
4. M	وہ نئی، ایک وغیرہ
5. N	لڑکا، کتاب، عمر، زید
6. V	پڑھتا ہے، لکھتا ہے وغیرہ

اس تجزیے کو زیادہ واضح طور پر اس خاکے کی مدد سے پیش کیا جاسکتا ہے۔

ان(Phrase Structure Rules) کی مدد سے ان گنت Kernel جملے وضع کیے جاسکتے ہیں لیکن اِن میں جو جملے وضع کیے جاسکتے ہیں ان کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ زبان میں جملوں کی تعداد ان گنت ہے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

کیوں کہ طویل ترین جملہ کوئی نہیں ہے۔ سادہ جملوں کی حد تک تو ترکیبی قوانین نہایت کامیاب ہیں لیکن اگر ماخوذ جملوں کا تجزیہ بھی ان کی مدد سے یک جائے تو ہر کام سنبھالے نہیں سنبلے گا۔ جن کے لیے چومسکی نے تشکیل قوانین کا نیا تصور پیش کیا ہے جن کی مدد سے Kernel جملوں کے اجزاء کو گھٹایا بڑھایا یا تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

مثلاً اگر اور کے جملے ہیں اور X اور Y ان جملوں کے باہم مختلف لیکن مآخذ کے اعتبار سے ایک جیسے اجزاء ہیں تو مندرجہ ذیل طریقے سے ایک نیا جملہ وضع ہو سکتا ہے۔

W-Y-A+W   X- A +اور W – Y – X –A

فرض کیجیے دو جملے یوں۔

۱۔ فرید انگریزی پڑھ سکتا ہے۔ (W+X+A)

۲۔ زید عربی پڑھ سکتا ہے۔ (W+Y+A)

اب مندرجہ بالا تکنیکی قانون سے تیسرا جملہ یوں بن سکتا ہے۔

زید انگریزی اور عربی پرھ سکتا ہے۔ (W-X+X-A)

اسی طرح منفی، غیر منفی، سوالیہ اور غیر سوالیہ جملوں میں جو اندرونی ربط ہے اسے بھی تکنیکی قوانین کے ذریعے پیش کیا جا سکتا ہے۔

Z + Y + X   Z+Y+X+A

زہرہ + کریم + بھائی۔ کیا + زہرہ نے + آئس کریم + کھائی غرض زبان کا تجزیہ تشکیلی نظریے کی مدد سے منطقی طور پر اور سائنس صحت سے کیا جا سکتا ہے لیکن اس طرح کی گرائمر پر سب سے بڑا اعتراض یہی ہو سکتا ہے کہ جب یہ تیار ہو گی تو اچھا خاص الجبرا معلوم ہو گی۔ جیسے پڑھتے ہوئے سر چکرائے گا۔

"اس نظریے کی رو سے گرامر کے تین حصے ہوں گے۔ پہلا ترکیبی قوانین کے لیے وقف ہو گا دوسرے میں تمام تشکیلی قوانین درج ہوں گے اور تیسرے میں صوتیات اور لفظیات سے متعلق قوانین ہوں گے۔ ہوم فیلڈ کی بحث آواز سے شروع ہو کر جملے پر ختم ہوتی ہے لیکن چومسکی کے ہاں یہ بحث جملے سے شروع ہو کر آوازوں پر ختم ہوتی ہے" (۸)۔

محاصل

گو کہ تشکیلی گرائمر کا نظریہ ابھی ابتدائی منازل میں ہے لیکن اس نے ماہر لسانیات کو ایک بار جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ لسانی تجزیہ اب صرف ماہر لسانیات کا مرکز توجہ نہیں رہا بلکہ ریاضی دان، منطق دان، طبعیات برقیات اور سمعیات کے ماہرین بھی اس میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس کی روشنی میں بعض زبانوں کے تجزیے کی کوششیں بھی جاری ہیں۔ امید کی جاتی ہے مستقبل میں اس سے خاصا فائدہ ہوگا۔ اس کی مدد سے زبان کے پیچیدہ نظام کو چند قوانین میں پوری جامعیت اور قطعیت کے ساتھ سمیٹا جا سکتا ہے۔ قوانین اس انداز سے مرتب کیے جائیں گے کہ برقیاتی ذہن کو ہضم کرائے جا سکیں جن کی بدولت علامتیں الفاظ میں ڈھل جائیں گی اور الفاظ خود بخود آوازوں میں تبدیل ہو جائیں گے اس کی مدد سے مشینی ترجمے کا خواب بھی شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔ زبانوں کی الگ الگ حد بندی کس قدر قابل تسخیر ہوگی اور لسانی سطح پر ہم آہنگی کس قدر بڑھ جائے گی۔ چومسکی کے کام کا اطلاق نفسیات، فلسفہ اور سائنس کے میدان میں ہو سکتا ہے۔

۱۹۷۱ء(Biolinguistic) کی شاخ نے دراصل اس سے ہی تاثر قبول کیا ہے۔ چومسکی نے لسانیات کو ذہنی سائنس کی بنیادی کڑی قرار دیا ہے جن کے مطابق لسانیات تمام دنیا کی زبانوں کے بیچ پائی جانے والی ہم آہنگی کی وضاحت کرتی ہے۔ ادراکی سائنس میں اس کی خدمات کا دائرہ کار ہمارے سوچنے سمجھنے اور پرکھنے کی حد تک ہے دراصل اس خیال اور نظریے سے جنم لیتی ہے۔ اس کے نظریے نے لسانیات کو علم الکلام کے وسیع المنظر موضوع میں ایک قابل عزت مقام بخشا ہے۔ یہ سائنس کی ایک شاخ کے طور پر مانی جاتی ہے جو نہ صرف بذاتِ خود بلکہ دوسرے مضامین میں بھی قابل قدر حصہ ہونے کے باعث اہم گردانی جاتی ہے۔ چومسکی اس وقت علم و ادب میں ترقی کا علم بردار ہے۔

حوالہ جات

1. Baghrainaim, Mariq 1998, Modern Philosophy of Language, Washington: Counter Point, P.28.

2. Chomsky, Noam, 1965, 1957, Syntactic structures, Berlin, Mouton de Grugter, P.27

3. Chomsky, Noam, 2012, The science of Language, Cambridg University Press, P.30

4. Chomsky, Noom, 2012, The Science of Language, Cambridge University Press, P.44

۵۔ گوپی چند نارنگ، "اردو زبان اور لسانیات، ص۔۲۸۷، ۲۰۰۶ء

۶۔ مولوی عبدالحق، اردو صرف و نحو، طبع ۱۹۵۷ء، ص ۱۰۷

۷۔ مولوی عبدالحق، اردو صرف و نحو، طبع ۱۹۵۷ء، ص ۴۴

۸۔ مولوی عبدالحق، اردو صرف و نحو، طبع ۱۹۵۷ء، ص ۲۷